دعوتِ اسلامی کی چند خصوصیات

جناب سید اسعد گیلانی صاحب

رسول اکرمؐ نے جو دعوتِ اسلامی انسانوں کے سامنے پیش کی وہ جہاں ایک طرف مکمل نظامِ زندگی تھی تو دوسری طرف وہ اپنی انفرادیت کے لحاظ سے گوناگوں خصوصیات کی حامل تھی، جن کا تذکرہ اختصار کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

عالمگیریت ان خصوصیات میں اوّلین خصوصیت اس کی عالمگیریت تھی، یعنی وہ کسی مخصوص دور کے لیے نہ تھی بلکہ اپنی آفاقیت اور ہمہ گیری کے سبب حضور اکرمؐ کی یہ دعوت اپنی نوعیت اور مزاج کے اعتبار سے ایک مکمل عالمگیر دعوت تھی۔ یہ دعوت تمام بنی نوع انسان کو مخاطب کرتی ہے۔ اس کے راستے میں کوئی جغرافیائی حدود حائل نہ ہوتی تھیں، وہ کسی خاص علاقے کے لوگوں کو بھی خطاب نہ کرتی تھی۔ وہ تمام انسانوں کو خدا کے بندوں کی حیثیت سے دعوتِ بندگی دیتی تھی۔ قرآن کا عمومی انداز اور لب و لہجہ پوری بنی نوع انسان کو بیک وقت خطاب کرنے کا ہے۔ وہ کسی نسل یا علاقے یا دور کے انسانوں کو مخاطب نہیں کرتا۔ ظاہر ہے کہ فطری طور پر خاتم النبیین کی دعوت عالمگیر دعوت ہی ہو سکتی ہے۔ جو تمام انسانوں کو ہدایت کا راستہ دکھائے ورنہ ختمِ نبوت کا مسئلہ ہی فوت ہو جاتا۔

علم و آگہی اگرچہ اسلامی دعوت ایک اُمّی انسان کے ذریعے اُٹھائی گئی تھی اور اس دعوت نے جس قوم کو سب سے پہلے مخاطب کیا وہ بڑی حد تک اُمّی ہی تھی۔ دعوت کے اوّلین مخاطب عرب کے لوگ علم و آگہی، فکر و نظر اور تحقیق و تدبیر سے محروم تھے، لیکن اس دعوت نے انہیں علمِ حقیقی سے مالا مال کر دیا۔ ان میں علم کا ذوق پیدا کیا۔ ان میں علم کی تحریک چلائی اور یہ دیکھ کر انسان

دنگ رہ جاتا ہے کہ مالکِ کائنات سے علم کا سب سے بڑا حقیقی سرچشمہ پوری انسانیت کے لیے ایک اُمّی نبی کے ذریعے ہی منکشف کیا گیا جس کے نتیجے میں مسلمان قوم ہی دنیا میں علم کی سب سے بڑی علمبردار قوم بن کر اٹھی۔ علم کی خاطر سب سے زیادہ سفر مسلمانوں نے کیا۔ مسلمانوں نے ساری دنیا کو علم و آگہی سے روشناس کیا۔ اور دورِ جدید کے علوم کی تمام بلند و بالا عمارات مسلمانوں کی رکھی ہوئی علمی بنیادوں پر ہی اُٹھائی گئیں۔ یہ دین ان الفاظ کے ساتھ شروع ہوا۔ "پڑھ اللہ کے نام سے پڑھ۔ اور جواب دیا گیا کہ "میں پڑھنا نہیں جانتا"۔ لیکن پھر اس دین نے علم کے دریا بہا دیئے اور ساری دنیا کو علم سے سیراب کر دیا۔

مساواتِ انسانی پوری انسانی تاریخ میں پہلی بار اسلامی دعوت نے انسانوں کے درمیان رنگ نسل، خاندان، علاقہ اور زبان کی اُونچ نیچ کو مٹا کر انہیں بنی آدم کی حیثیت سے برابری کی سطح پر لا کھڑا کیا۔ اس نوعیت کے امتیازات کو جو دنیا کے ہر معاشرے اور قوم میں چلتا ہوا سکہ سمجھے جاتے تھے، اسلامی دعوت نے ان سب کو کھوٹے سکے قرار دیا اور تمام انسانوں کو انسانی سطح پر یکساں انسانی حقوق، عزت، احترام، تحفظ، ملکیت اور ترقی کا حقدار قرار دیا۔

سادگی اور آسانی دعوتِ اسلامی نے زندگی میں سادگی، تفہیمِ دین اور عملِ دین میں آسانی کی روش اختیار کی۔ تمام جاہلی رسومات کے بوجھ کو اپنے پیروؤں کی زندگیوں سے خارج کر دیا اور اُن کے عقائد کو سادہ اور عام فہم بنا دیا۔ حصولِ علم اور فہمِ دین میں آسانی اور سہولت پیدا کی۔ خدا اور بندوں کے درمیان جو رکاوٹیں کھڑی تھیں انہیں ہٹایا۔ کوئی خاص مذہبی طبقہ پیدا ہونے کو سختی سے روکا، جو بندے اور خدا کے درمیان بعض ناگزیر فرائض انجام دیتا ہو۔ بلکہ ہر بندے کو خدا تک پہنچنے کی صراطِ مستقیم دکھا دی۔ ہر کسی کے لیے اپنی اپنی حیثیت اور صلاحیت کے مطابق دین میں ترقی اور بلندی کے مواقع پیدا کر دیئے۔ اس دعوت نے انسانوں کو ان کے بے معنی رسوم و رواج کے بوجھوں سے ہلکا کیا اور انہیں جکڑ بندیوں کے شکنجوں سے نجات دلائی۔ دعوتِ اسلامی انسانی زندگی کے لیے سادگی اور سہولت کا سامان بن کر آئی۔

کامل و اکمل دعوتِ اسلامی بنی نوع انسان تک خدا کی ساری ہدایات اور مکمل پیغامِ ہدایت لے کر آئی۔ اُس نے پہلے کی نازل شدہ تمام مقدس کتابوں کی ضروری تعلیمات کو بھی اپنے اندر سمو لیا

اور مزید مطلوبہ معلومات کو حالات و ضرورت کے مطابق مکمل کر کے انسان کی مطلوبہ ہدایات کو کامل و مکمل کر دیا۔ اس کے بعد پھر حاجت نہ رہی کہ ادھورے کو مکمل کیا جائے یا نامکمل کی تکمیل کی جائے۔ اس دعوت نے انسانیت کی تاریخ میں پہلی بار کامل طور پر خدا کے دین کو پیش کیا اور اُسے عملی صورت میں جاری کر کے اُس کا تکمیلی اور عملی نمونہ بھی دُنیا کے سامنے رکھ دیا۔ اس نمونے سے انسان کو معلوم ہوا کہ اگر دُنیا کی بھاگ ڈور اس کے ہاتھ میں ہو تو پھر انسانوں کے درمیان سے شر و فساد کا نام و نشان مٹ جائے گا۔

صالح حکمران کا تصوّر رسول اکرمؐ کی دعوتِ اسلامی نے تاریخ انسانی میں پہلی بار حکمرانوں کے لیے صالحیت سے مشروط حکمرانی کا تصوّر پیش کیا۔ تمام انسانی تاریخ میں اس سے پہلے یہ تصوّر کہیں بھی موجود نہ تھا۔ حد یہ ہے کہ بنی اسرائیل جو ایک مقدس کتاب کے حامل اور نبیوں کے ماننے والے تھے۔ وہ بھی نبی کی موجودگی میں اپنے لیے کسی دوسرے شخص کو بادشاہ بنانے کا مطالبہ کرتے تھے۔ اس طرح وہ دینداری اور دنیاداری کو الگ الگ خانوں میں رکھتے تھے۔ جب کہ نبی کی موجودگی میں کسی دوسرے کی اطاعت جائز ہی نہیں ہوتی۔ ظاہر ہے کہ بنی اسرائیل ایسی حرکات اپنے پاس کتابِ مقدس رکھنے کے باوجود کرتے تھے، لیکن رسول اکرمؐ کی دعوتِ اسلامی نے دین و دُنیا کو یک جا کر دیا، اور ایک ہی صالح حکمران مسلمانوں کے لیے دینی اور دُنیوی رہنمائی کے لیے کافی قرار دیا گیا۔ صالح حکمران کا تصوّر صرف رسول اللہ کی دعوتِ اسلامی کا دیا ہوا تصوّر ہے جس کی بنیاد اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ پر رکھی گئی ہے۔

اخلاقی پہلو رسول اکرمؐ کی دعوتِ اسلامی تمام تر اخلاقی قدروں کی حامل اور ان کی سختی کے ساتھ پابند دعوت تھی۔ اس دعوت نے اپنے دَورِ ضعف میں بھی ہمیشہ اخلاقی حدود کی پاسداری اور حفاظت کی اور اپنے دَورِ قوت و غلبہ و ترقی میں بھی اخلاقی قدریں بحال اور محفوظ کیں۔ اس کے دَورِ اقتدار میں کبھی کسی فرد یا جماعت نے کسی اخلاقی قدر کو پامال نہیں کیا۔ وہ اپنے بدترین مخالفوں اور دشمن کے مقابلے اور شدید اشتعال انگیز حالات میں بھی اخلاقی قدروں کی پابند رہی۔ غرض تاریخِ انسانی میں اخلاقیات کے تحفظ کے معاملے میں اس دعوت کو ایک یگانہ اور منفرد مقام حاصل ہے۔

نظریاتی پہلو رسولِ اکرمؐ کی اسلامی دعوت ایک نظریاتی اور اصولی دعوت تھی۔ اس میں کسی نوعیت کی عصبیت کو کوئی دخل نہ تھا۔ نہ طبقاتی، نہ لسانی، نہ کوئی علاقائی گروہی اور وطنی عصبیت۔ جماعت کے تمام افراد کو دعوتی نظریے کے معیار پر ہی جانچا، پرکھا اور تولا جاتا تھا۔ نظریاتی اعتبار سے جو شخص جس درجے میں ہوتا، دعوت و تحریک کے اندر وہ اسی درجہ کا مقام رکھتا تھا۔ اس نے مال داروں اور سرداروں کا فائق تر حق تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ اس نے مال و دولت کا افتخار ماننے سے انکار کر دیا۔ اس نے خاندان، نسل اور بلندی و پستی کی تمیز کو مٹا دیا۔ یہ دعوت خالص نظریاتی بنیادوں پر اٹھی اور سردارانِ قریش کو سب سے زیادہ شکوہ بھی اس دعوت سے یہی تھا کہ اس میں ان کے پہلے سے بنے بنائے فخر و افتخار کو منتقل کرنے کی کوئی گنجائش موجود نہ تھی۔ انہیں رنج تھا کہ اس دعوت میں بلالؓ و خبابؓ کو ابوسفیان و عتبہ جیسے سرداروں سے زیادہ درجہ حاصل تھا۔ ابوجہل اسی فخرِ نسب میں مارا گیا۔ وہ دعوت کی نوعیت و کیفیت کو نہ سمجھ سکا۔ وہ انسان کی بنیادی قدر و قیمت سے بے خبر تھا، جس قدر و قیمت کو یہ دعوت بحال کر رہی تھی۔

تبلیغی پہلو رسول اکرمؐ کی اسلامی دعوت اپنے مزاج کے لحاظ سے ایک عمومی تبلیغی مزاج رکھتی تھی۔ اس دعوت کی فطرت میں مسلسل پھیلنا، بڑھنا اور نفوذ کرنا تھا۔ اسے تسلیم کرنے والوں نے اسے محض ایک مجموعۂ عقائد کی حیثیت سے تسلیم نہیں کیا تھا بلکہ وہ اسے ایک جامع انقلابی دعوت کی حیثیت سے تسلیم کرتے تھے۔ اور اسے آگے پھیلانے کی جدوجہد کرنا اپنے لیے لازم سمجھتے تھے۔ اس دعوت کا تسلیم کرنے والا ہر شخص بیک وقت مبلغ و داعی بھی ہوتا تھا اور اپنے اپنے دائرۂ کار میں اس دعوت کو پھیلانے کا مسلسل کام کرتا تھا۔ اس طرح یہ دعوت ہر روز ایک نیا روپ اور نئی شان حاصل کرنے والی قوت تھی۔ یہ دعوت ایک بڑھتے اور پھیلتے ہوئے چشمے کی مانند تھی جس کے کناروں کو مٹی کے بند باندھ کر روکا نہ جا سکتا تھا۔ چنانچہ مشکل سے مشکل حالات میں بھی یہ دعوت مسلسل پھیلتی ہی رہی۔ لوگ اس کے لیے گھروں، کاروباروں اور عزیز و اقربا کی محبتوں سے دست بردار ہوتے رہے اور اسے پھیلاتے رہے۔ اسے پھیلانے کے لیے لوگوں نے ماریں کھائیں اور گھر بار چھوڑے۔ اور دعوت کی محبت کو سینے سے لگائے وہ اسی راستے پر آگے بڑھتے رہے۔ دعوت کے اس راستے میں نہ صرف مردوں نے بلکہ عورتوں نے بھی وہ مثالی ایثار و قربانی

کا نقشہ پیش کیا جو دعوت و تبلیغ کے میدان میں بالکل انوکھی تجربہ وہ منفرد حیثیت رکھتا تھا۔ اپنی بے شمار دیگر خصوصیات کے ساتھ مل کر یہ دعوت اس طرح اٹھی کہ بڑی بڑی سلطنتوں کی پیہم مزاحمتوں کے باوجود پھیلتی چلی گئی۔ ظالموں نے مظالم کی انتہا کر دی۔ جباروں اور تشدد پسندوں نے جبر و تشدد کی انتہا کر دی۔ بادشاہوں نے اس کے سیلاب کے سامنے اپنی فوجیں لا لا کر کھڑی کیں، لیکن دعوت کا تیز دھارا اپنی داخلی قوت کے زور سے مسلسل آگے ہی بڑھتا چلا گیا ہے — اور صدیاں گذر گئی ہیں مسلمان مضمحل ہو گئے ہیں۔ ان کے معاشرے جمود کا شکار ہو گئے ہیں۔ دعوتِ اسلامی کو اب مسلمانوں کے عملی نمونے کی مدد میسر نہیں ہے، لیکن پھر دعوتِ اسلامی اپنے داخلی حسن و جمال اور اپنی دلفریب اور کیف آرا انسانیت نوازی کے سبب اب بھی پھیلتی چلی جا رہی ہے۔ رسول اکرمؐ کے خاتم النبیین ہونے کی یہ بھی ایک دلیل ہے۔

رخصت اے بزمِ جہاں!

ہماری صفِ اوّل کے ایک اور رفیق صابر حسین شرقی (کراچی) ہم سے جدا ہو گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ سرکاری ملازمت ترک کر کے ۱۹۵۲ء کے دہشت ناک دور میں جماعت میں داخل ہوئے۔ چوہدری غلام محمد مرحوم جیسی ہستی کے ساتھ بحیثیت قیم جماعت فرائض انجام دیئے۔ ۱۹۶۸-۶۹ء میں کراچی جماعت کے امیر بھی رہے۔ ۱۹۵۸ء میں بلدیہ کراچی کے رکن منتخب ہوئے۔ سی او پی اور پی ڈی ایم میں جمہوری قوتوں کو ہم آہنگ کرنے کی خدمات انجام دیں۔ یکم اپریل کو نماز عصر ادا کرنے کے بعد گھر میں پہنچے اور چند لمحوں میں ان کی روح عالمِ مادیت کی ماورائی فضاؤں میں پرواز کرنے لگی۔ خدا ان پر ہزار در ہزار مغفرتیں نازل کرے۔ ہم سب کو دینِ برحق اور تحریک غلبۂ اسلام کی زیادہ خدمات کی توفیق دے۔ مرحوم کے پس ماندگان پر خصوصی نوازشیں فرمائے۔ مجھ سے عمر میں چھوٹے تھے مگر مراتب میں بلند تر۔

(ادارہ)